اشیاء کے اندر اباحت اصلیہ ، حرمت اصلیہ ، اور توقف کے مسئلے کا ایک تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر سید نعیم بخاری
لیکچر رشعبہ اسلامیات سائنس اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی بنوں
ومدرس جامعہ عثمانیہ بنوں

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱	تمہید	۵	اقائلین حرمت
۲	باحت اصلیہ کے قائلین اوران کے دلائل	۶	قول فیصل
۳	مباح کی تعریف وتشریح	۷	مراجع ومصادر
۴	قائلین توقف		

تمہید:

جن اشیاء کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی واضح حکم موجود نہ ہو جوان اشیاء کی حرمت، اباحت یا توقف کی صراحت کی ہو، بلکہ ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہو نہ تو انہیں حلال کہا گیا ہو اور نہ حرام، ایسے اشیاء کی حرمت واباحت میں صحابہ کرام تابعین، اور فقہاء کرام کا اختلاف رہا ہے۔بعض حضرات ایسے اشیاء کے بارے میں اباحت اصلیہ کے قائل ہیں۔اور بعض فقہاء کرام حرمت اصلیہ کے قائل ہیں۔جبکہ کچھ حضرات توقف کو حق مانتے ہیں۔

تمام حضرات اپنے اپنے مسلک پر بہت سارے دلائل رکھتے ہیں۔جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

اس تحقیقی جائزہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔پہلے حصے میں ان حضرات کے مسلک بمع دلائل کو بیان کیا جاتا ہے۔ جواباحت اصلیہ کے قائل ہیں۔دوسرے حصے میں ان حضرات کے مسلک کو بمع دلائل ذکر کیا جاتا ہے۔جو توقف کے قائل ہیں۔

اور تیسرے حصے میں حرمت کے قائلین کے مسلک کو ذکر کیا جاتا ہے۔اور سب سے اٰخیر میں قول فیصل کو بیان کیا جاتا ہے، اورکوشش یہی ہے کہ ہر بات دلیل کے ساتھ بیان کی جائے۔اوراٰخر میں ترجیح مع راجح کی نشان دہی کی جائے۔

اباحت اصلیہ کے قائلین اوران کے دلائل:-

مباح: سب سے پہلے اباحت کی تشریح کو ملاحظہ کرتے ہیں کہ اباحت کیا ہے۔اور فقہاء کرام نے اباحت کی کیا تعریف بیان کی ہے۔

مشہور محقق عالم دین محب اللہ بہاریؒ لکھتے ہیں۔

الا باحة حكم شرعی لانه خطاب الشرع تخيراً (۱)

اباحت حکم شرعی ہے کیونکہ اباحت شرع کا خطاب ہے۔جس میں کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

علامہ ابن رشدؒ مباح کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ومخير فيه وهو المباح"(۲)

جس کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہو وہ مباح ہے۔

اسی طرح مباح کی تعریف ملا مبین شرح مسلم میں یوں کرتے ہیں۔

وحدالمباح ماأذن الشارع بالتخير بين فعله وتركه(۳)

مباح کی ایک تعریف امام محمد بن الغزالیؒ کرتے ہیں۔

وحدالمباح انه الذی ورد الاذن من الله تعالىٰ بفعله وتركه غير مقرون بذم فاعله ومدحه ولابذمه تاركه ومدحه،(۴)

مباح کی تعریف یہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کرنے اور چھوڑنے کا اذن دیا گیا ہو نہ تو اس کے کرنے والے کی مذمت اور تعریف ہو اور نہ چھوڑنے والے کی مذمت اور تعریف کی گئی ہو۔

جو حضرات اباحت اصلیہ کے قائل ہیں وہ اپنے اس مسلک کو اکثر حنفیہ وعلماء شوافع کا مسلک بتلاتے ہیں۔اور اُن کا کہنا ہے کہ جمہور یہ علماء اشیاء کے اندر اباحت اصلیہ کے قائل ہیں اور اپنے اس دعویٰ کے استدلال میں مشہور عالم دین ملا محب اللہ بہاری کی بے نظیر کتاب مسلم الثبوت کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں۔

"اماالخلاف المذكور بين اهل السنة الاصل الافعال الاباحة كماهو مختار اكثر الحنفية والشافعية" (۵)

بہر حال اہل سنت والجماعت کے درمیان جو اختلاف مذکورہ ہے کہ اصل اشیاء اور افعال میں اباحت ہے جیسا کہ اکثر حنفیہ وشافعیہ کا مختار مسلک ہے۔

اسی طرح مؤرخ اسلام محمد الخضری بک لکھتے ہیں۔

"ذهب جمهور المجتهدين الى اصل الاباحة فی الاشياء التی وصفنا ها قبل وهی مافيه نفع ولم يردعن الشارع فيه حكم" (۶)

جمہور مجتہدین ان اشیاء کے بارے میں جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے کہ ان میں صرف نفع ہو اور شارع سے ان کے بارے میں کوئی حکم وارد نہ ہو اباحت کے قائل ہیں۔

اسی کی مزید وضاحت الشیخ محمد عبدالرحمٰن الحلادی الحنفی فرماتے ہیں۔

اعلم ان مالم یردفیه دلیل یخصه نوعه وقع فیه خلاف مذهب جماعة من الحنفیة والشافعیة وجمهور المعتزلة الی ان الاصل فیه الاباحة حتی یرد الشرع بالتقریر أو التغیر الی غیره.(۷)

''تو جان لے کہ وہ اشیاء جن کے متعلق کوئی دلیل جو ان کے ساتھ یا ان کی نوع کے ساتھ خاص نہ ہو وارد نہ ہو تو ان میں اختلاف واقع ہوا ہے حنفیوں اور شافعیوں اور جمہور معتزلہ کی ایک جماعت اس بات کے قائل ہیں کہ اصل ان میں اباحت ہے تاوقتیکہ کوئی حکم شرعی وارد نہ ہو جو اس کو ثابت رہنے دے یا بدل ڈالے۔

اسی اصول کی طرف مولانا اشرف علی تھانویؒ بھی اپنی کتاب طریقہ مولود شریف میں اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اصول شرعیہ میں سے اور نیز قواعد عقلیہ میں سے یہ امر مسلم ہے کہ جو فعل نہ مامور بہ ہو اور نہ منہی عنہ یعنی نصوص شرعیہ میں نہ اس کے کرنے کی ترغیب ہو اور نہ اس کے کرنے کی ممانعت ہو ا ایسا امر مباح ہوتا ہے۔(۸)

اسی طرح درالمختار جلد اول میں مذکور ہے۔

وصرح فی التحریر یان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفیة والشافعیة.(۹)

تحریر میں صراحۃً بیان فرمایا کہ پسندیدہ تر یہی قول ہے۔ کہ جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے''۔

حصہ دوم:۔

قائلین توقف:۔

علماء کرام میں سے کچھ حضرات اشیاء کے اندر توقف کے قائل ہیں۔ اور ان کی سب سے مضبوط دلیل حضرت ابن عباسؓ کی وہ روایت ہے۔ جو مشکوٰۃ اور مسند احمد میں موجود ہے۔ قال رسول ﷺ الامر ثلثة، أمر بین رشده فاتبعه' وأمر بین غیه فاجتنبه وأمر اختلف فیه فکله الی الله عزوجل. (۱۰)

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کام تین قسم کے ہیں، ایک وہ کہ اس کا ہدایت ہونا واضح ہو سو اس کی اتباع کرو اور دوسرا وہ کام ہے کہ اس کی گمراہی ظاہر ہو سو اس سے اجتناب کرو اللہ تیسرے وہ جس میں اشتباہ واقع ہو سو اس کا معاملہ خُدا تعالیٰ کے سپرد کردو۔

اس روایت سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ جن اشیاء کے بارے میں اشتباہ واقع ہو۔ یعنی ان کے بارے میں صراحۃ کوئی حکم نہ حلال کا موجود ہو اور نہ حرام کا بلکہ اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہو۔ اس کے بارے میں توقف ہی بہتر ہے۔ اور کرنا چاہیے۔ اس روایت کے اس جملے فکله الی الله سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے معاملات کو خُداوند تعالیٰ کے سپرد کرکے اس میں توقف کرنا چاہیے۔

چنانچہ علامہ طیبی الحنفی لکھتے ہیں۔ "ومالم یثبت حکمه بالشرع فلا تقل فیه شیئاً فؤض أمره الی الله" (۱۱)
کہ جس چیز کا حکم شرع سے ثابت نہ ہوتو اس میں تم کچھ بھی نہ کہو اور اس کو اللہ کے سپرد کردو۔
اسی طرح حضرت شیخ عبدالحق دہلوی فکلہ الی اللہ کی تشریح میں لکھتے ہیں۔
''پس بسپار اورا بخدا و توقف کن دران'' (۱۲)
کہ سو اس کو خُدا تعالیٰ کے حوالہ کردو، اور اس میں توقف کرو۔
ان تمام روایتوں سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اشیاء کے اندر جن کا حکم شرع سے ثابت نہ ہو اس میں توقف ہی ہے اسی طرح ایک اور روایت میں ہے۔

ان اللـه فرض فرائض فلا تضیعو ها وحرم حرمات فلا تنهتکرو ها وحد حدود اً فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنها. (۱۳)

اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض متعین فرمائے ہیں اسوان کو ضائع مت کرو کچھ چیزوں کو حرام کردیا ہے۔ سو ان کی پردہ دری مت کرو اور کچھ حدود مقرر کئے ہیں۔ سو ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے بغیر نسیان کے سکوت کیا ہے سو ان سے بحث مت کرو۔ اس روایت سے بھی توقف کا معلوم ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ اشیاء میں توقف ہی اصل ہے۔ اسی طرح علامہ امام علاء الدین محمد بن علی الحصکفی الحنفی تحریر فرمائے ہیں۔

"علی ماهو المنصور من الاصل فی الا شیاء التوقف". (۱۴)

یعنی منصور کا مسلک یہ ہے کہ اصل اشیاء میں توقف ہے۔ اس عبارت کی مزید وضاحت طوالع الانوار حاشیہ درمختار نے اسی طرح کی ہے۔

علی ماهو المنصور المؤید بالادلة القویة من ان الاصل فی الاشیاء التوقف فلا یعرف اباحة المباح الا بقوله وفعله علیه الصلوة والسلام (۱۵)

یعنی جس مسلک کی تائید قوی دلائل سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اصل اشیاء میں توقف ہے سو مباح کی اباحت بھی جناب رسول کریم ﷺ کے قول وفعل کے سوا معلوم نہیں ہوسکتی۔

یہی مضمون درمختار پر طحطاوی کے حاشیہ میں بھی مذکور ہے اسی طرح تعلیقات شرح منار میں ہے۔

قال اصحابنا الاصل فیها التوقف الخ هذا أصح شئ عندی فی هذا الباب لان التوقف اصل التقویٰ فی الامر المسکوت عنه وهو مذهب ابی بکر وعمر، وعثمان واشباهم من الصحابه. (۱۶)

اور ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ اصل اشیاء میں توقف ہے اور اس باب میں میرے نزدیک صحیح ترین قول یہی ہے۔ کیونکہ جس کے بارے میں شریعت کی طرف سے سکوت ہو اس میں توقف ہی اصل تقویٰ ہے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان

اوران جیسے دیگر جلیل القدر صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

اس عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ خلفائے راشدین میں تین حضرات اوراسی طرح دیگر جلیل القدر صحابہ کرام کا مسلک یہ ہے کہ اصل اشیاء میں توقف ہے۔

صاحب درمختار نے بالکل واضح انداز میں یہ لکھا ہے۔

والصحیح من مذهب اهل السنة ان الا صل فی الاشیاء التوقف ولاباحة رای المعتزلة. (۱۷)

اہل سنت والجماعت کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اصل اشیاء میں توقف ہے اوراباحت کا قول معتزلہ کا خیال اوررائی ہے۔

اسی طرح علامہ محمد امین المعروف بہ امیر بادشاہ التحریر کی شرح التیسیر میں ارقام فرماتے ہیں۔

الوقف وهوقول بعض الحنفیة منهم ابو منصور ماتریدی وصاحب الهدایة وعامة اهل الحدیث ونقل عن الاشعریة . (۱۸)

توقف کامذہب بعض حنفیوں کامذہب ہے جن میں امام منصور ماتریدی اورصاحب ھدایہ بھی ہیں اوراکثر محدثین کا بھی یہی مذہب ہےاوریہی اشعریہ کامذہب نقل کیاگیاہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ احناف کے علم کلام میں مسلّم امام ابومنصور ماتریدی کااورصاحب ھدایہ کامسلک بھی توقف کا ہے۔

اصل فقہ کی مشہور کتاب کشف میں مذکور ہے۔

وقال الاشعریة وعامة اهل الحدیث انهاعلی الوقف الی ان قال والیٰ هذا مال الشیخ ابو منصور الی الان قال ووجه قول الواقفیة ان الحرمة اوالاباحة لاتثبت الا بالشرع فقبل ورده لایتصورواحدة منها فلایحکم فیها بحظرولااباحة. (۱۹)

اوراشاعرہ اورعام محدثین یہ فرماتے ہیں کہ اصل اشیاء میں توقف ہے۔اوراسی قول کی طرف شیخ ابومنصور ماتریدی مائل ہوئے ہیں۔اورتوقف کرنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ حرمت یااباحت بغیرشرع کے ثابت نہیں ہوسکتی،توشرع کے وارد ہونے سے پہلے ان میں سے کسی ایک کا ثبوت کیسے متصور ہوسکتا ہے۔سوان اشیاء میں نہ تو حرمت کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔اورنہ اباحت کا یہ تمام حضرات توقف کے قائل ہیں۔

حصہ سوم:۔

قائلین حرمت:۔

وہ حضرات جواشیاء کے اندرحرمت کے قائل میں ان کے استدلات درج ذیل ہیں۔ان قائلین میں سے صحابہ کرام کے

اندر حضرت علیؓ اور تمام اہل بیت، اور اہل کوفہ، امام ابوحنیفہ ایسے اشیاء کے اندر حرمت کے قائل ہیں۔

جیسا کہ بحوالہ الجنہ، شرح منار میں مذکور ہے۔

"والصحيح ان الاصل فی الافعال التحريم وهومذهب علی وائمه اهل البيت ومذهب الكو فيين منهم ابو حنيفةؒ " (۲۰)

اور صحیح بات یہ ہے کہ اصل افعال میں حرمت ہے اور یہی حضرت علی اور ائمہ اہل بیت اور اہل کوفہ کا مسلک ہے اور یہی حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔

اسی طرح شیخ احمد المعروف برملاجیون الحنفیؒ لکھتے ہیں۔

ان الاصل فی الاشياء الا باحة كی هو مذهب طائفة بخلاف الجمهور فانا عند هم الاصل وهوالحرمة الی ان قال وعند الشافعیؒ الاصل هوا لحرمة فی كل حال. (۲۱)

کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جیسا کہ ایک گروہ کا مسلک ہے جمہور اس کے مخالف ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اصل اشیاء میں حرمت ہے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اصل اشیاء میں بہرحال حرمت ہے، اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ جہاں مبیح اور محرم دونوں جمع ہوجائیں تو محرم پر عمل کیا جائے گا۔

اس اعتبار سے بھی اشیاء کے اندر حرمت اصلیہ یہی اصل ہے اس طرح مولانا عبدالحلیم صاحب لکھنویؒ فرماتے ہیں۔

وهذا ای ان الخاظر والمبيح اذا اجتمعا يعمل بالحاظر. (۲۲)

اور اصل یہ ہے کہ جب محرم اور مبیح دونوں جمع ہوجائیں تو محرم پر عمل کیا جائیگا۔

قول فیصل:۔

جو علماء کرام اباحت اور توقف کے قائلین ہیں، وہ بھی کلی طور پر ہر چیز میں اباحت اور توقف کے قائل نہیں بلکہ ان کے اندر تفصیل بیان کرتے ہیں۔ مثلاً افعال اور اشیاء کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح اموال اور نفوس میں بھی فرق کرتے ہیں۔

چنانچہ ملامحب اللہ صاحب اس کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں۔ **واما الخلاف المذكور بين اهل السنته ان اصل الافعا ل الاباحة كما هو مختار اكثر الحنفية والشافعيه او اصلها الحظر كما ذهب اليه غيرهم وقال صدر الاسلام الاباحة فی الاموال والحظر فی الا نفس. (۲۳)**

بہرحال اہل سنت والجماعت کے درمیان جو اختلاف مذکور ہے۔ کہ اصل اشیاء اور افعال میں اباحت ہے جیسا کہ اکثر حنفیہ اور شافعیہ کا مختار مسلک ہے یا اصل ان میں منع ہے جیسا کہ دوسرے علماء کا مسلک ہے امام صدر الاسلام نے یوں تطبیق دی ہے کہ اموال میں اباحت اصل ہے اور نفوس میں حظر اور منع اصل ہے۔

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ تمام اشیاء میں نہ تو اباحت ہے اور نہ توقف ہے بلکہ ان کے قائلین بھی نفوس کے اندر حرمت کے قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امور تعبدیہ کو اس بحث میں نہیں لاتے۔

اسی طرح علامہ ابو اسحاق شاطبی غرناطی لکھتے ہیں۔

ولایصح ان یقال فیما فیه تعبد انه مختلف فیه علی قولین هل هو علیٰ المنع ام هو علیٰ الاباحته بل هو امرزائد علی المنع ان التعبد یات انما وضعها الشارع فلایقال فی صلوٰۃ سادسة مثلاً انها علی الاباحه فللمکلف وضعها علی احد القولین لیتعبد بها لله لانه باطل باطلاق. (۲۴)

امور تعبدیہ کے متعلق یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ان کے بارے میں بھی اختلاف ہے کہ آپ ممنوع الاصل میں یا مباح الاصل ہیں کیونکہ امور تعبدیہ کو تو شرع ہی نے مقرر کیا ہے۔ فرض کیجئے کہ اگر کوئی شخص چھٹی نماز ادا کرے تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اباحت اصلیہ کے قول کی بناء پر مباح اور جائز ہے اور مکلّف کو اس کی ایجاد کا حق ہے کیونکہ یہ مطلقاً باطل ہے۔

اس عبارت یہ معلوم ہوا کہ جس عمل مشروع کا فعل یہ ترک کی صورت میں شریعت نے ایک معیار قائم کر دیا ہے تو اس میں اپنی مرضی اور خواہش سے کوئی زیادتی یا کمی کرنا مردود ہوگا اور اس زیادتی کی وجہ سے کبھی تو سرے سے عمل ہی مردود ہو جائے گا اور کبھی اس پر ثواب نہیں ملے گا۔ اسکے علاوہ اکثر شافعیہ کا اباحت اصلیہ کے بارے میں جو مختار قول ہے۔ وہ حدود شرع سے قبل کے متعلق ہے۔ اور ورود شرع کے بعد وہ اباحت اصلیہ کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔ جیسا کہ البدائع الصنائع اور تلویح توضیح میں مذکور ہے۔

چنانچہ علامہ عبدالعلی بحرالعلوم الحنفی اس کی مزید وضاحت یوں بیان کرتے ہیں۔

یظهر من تتبع کلامهم ان الخلاف قبل ورود الشرع. (۲۵)

علماء کے کلام میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف ورود شرع سے قبل کا ہے۔ اس تمام تفصیلی بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ اصلی اشیاء میں اباحت و حرمت اور توقف کے بارے میں فقہاء اسلام اور علماء اُمت کا اختلاف ہے۔

البتہ توقف اور حرمت کے دلائل قوی ہیں۔ اباحت اصلیہ کے قائلین بھی موقع بموقع اپنے اس مسلک سے کبھی اشیاء اور افعال میں فرق بتلاتے ہیں اور کبھی اس سے امور تعبدیہ کو نکالتے ہیں۔ لہٰذا ان کے سے یہ معلوم ہوا کہ ان کا اباحت والا مسلک راجح نہیں ہے۔ البتہ توقف اور حرمت میں، حرمت کے قول کو لینا زیادہ اُتقیٰ ہے تاکہ شک وشبہ کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حوالات جات :-

(۱) مسلم الثبوت از الشیخ محب الله بهاری حنفی ۱ /۴۵، مکتبه قاهره مصر، بلاسن.

(۲) بدایة المجتهد از علامه ابن رشد، ۴/۱، المکتبه المصطفیٰ البابی الحلبی بلاسن

(۳) شرح مسلم، از ملامبین، ۸۵/۱، مکتبه المجیدی کان پور بلاسن

(۴) المستصفیٰ از امام محمد الغزالی ، ۲۲/۱ ، المکتبہ التجاریہ مصطفی محمد مصر ۱۳۵۸ ھ

(۵) مسلم الثبوت ، ۲۲/۱

(۶) اصول الفقہ از محمد الخضرمی بک ، ۳۴۴/۱ ، جامعتہ المدینہ المنورۃالاسلامیہ بلاسن

(۷) تسھیل الوصول از الشیخ محمد بن عبدالرحمن المحلادی الحنفی ۲۷۰/۱ ، الاستقامۃ القاھرۃ ۱۳۵۲ھ

(۸) طریقہ مولودشریف از مولانا اشرف علی تھانوی ، ۳/۱، مکتبہ تھانوی کراچی بلاسن

(۹) درالمختار ، از علامہ ابن عابدین ، ۲۸/۱ ، ایچ ، ایم ، سعید کمپنی ، کراچی بلاسن

(۱۰) مشکوۃ المصابیح از محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی ، ۹۹/۱، حدیث نمبر۱۸۳ ، دارالفکر بیروت ۱۹۹۱ م

(۱۱) شرح طیبی ، از شرف الدین حسین بن محمد الطیبی ، ۳۴۵/۱، کتاب الایمان ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی ۱۴۱۷ھ

(۱۲) اشعۃ اللمعات ، شیخ عبدالحق دھلوی ، ۹۷/۱، مکتبہ مشی نول کشور لکھنو ۱۳۵۴ھ

(۱۳) مشکوۃ المصابیح ، ۹۹/۱، حدیث ۱۸۳

(۱۴) درالمختار ۲۰/۱

(۱۵) درالمختار ۲۰/۱

(۱۶) الجنۃ، مولانا عبدالغنی ، ۱۶۵/۱ ، مکتبہ البنوریہ کراچی ۱۳۹۸ھ

(۱۷) درالمختار مجتبائی ، ۴۲۵/۱

(۱۸) التیسیر ، از محمد بن امین المعروف بہ امیربادشاہ ، ۱۶۷/۱ مکتبہ مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۰ھ

(۱۹) کشف الاسرار ، شیخ عبدالعزیز البخاریؒ ، ۹۵/۳ ، المکتبہ الصنائع مصر ، ۱۳۶۰ھ

(۲۰) الجنہ ، ۱۶۰/۱

(۲۱) تفسیرات احمدیہ : از ملاجیون احمد ، ۶/۱ ، مکتبہ علمی عبدالحلیم دھلی ۱۳۴۹ھ

(۲۲) قمرالاقمار : از مولانا عبدالحلیم ، ۲۰۱/۱، مکتبہ علمی عبدالحلیم دھلی ۱۳۴۹ھ

(۲۳) مسلم الثبوت ، ۲۲/۱

(۲۴) الاعتصام : از علامہ ابواسحاق شاطبی غرناطی ، ۳۰۱/۱ ، دارالمعرفہ بیروت ۱۴۰۵ھ

(۲۵) فتح الرحموت ، مولانا عبدالعلی ، ۴۹/۱ ، دار احیاء التراث ، بیروت ۱۴۱۸ھ